رسالہ

تلقینِ صبرِ جمیل

برائے حصولِ رضا بقضاءِ ربِّ جلیل

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال ۲، کراچی ۴۷
پوسٹ کوڈ ۷۵۳۰۰
فون : ۴۹۹۲۱۷۶

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ، یہ دردِ محبت ہے — محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو! اس کی اشاعت ہے — جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

مقدمہ

از: حضرت ڈپٹی علی سجاد صاحب مدظلہ العالی

مجاز صحبت:

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

احقر علی سجاد عفی عنہٗ عرض کرتا ہے کہ میری اہلیہ عجیبہ خاتون کے انتقال پر عزیزم مولانا محمد اختر سلمہٗ میری تعزیت کے لیے مع مفتی مولانا محمد وجیہہ سلمہٗ اور مولوی عبدالخفی صاحب سلمہٗ کے میرے غریب خانہ پر آئے اور میری تسلّی کے لیے ایسی باتیں سنائیں جو میرے مجروح قلب پر مرہم لگا گئیں۔ میں نے کہا کہ آپ ان باتوں کو ایک رسالہ کی شکل میں لکھ کر مجھے دے دیں تا کہ میں ایصالِ ثواب کی نیت سے شائع کرادوں اور میری اہلیہ عجیبہ خاتون کے لیے یہ رسالہ صدقۂ جاریہ بن جاوے۔ آں موصوف نے اسی دن مرتّب کر کے مجھے اور میرے گھر کے سب افراد کو سنایا جس سے نہایت سکون حاصل ہوا دل چاہا کہ جلد از جلد یہ رسالہ طبع ہو کر ایسے مواقع پر تقسیم ہو اور غمزدہ دلوں کی تسکین اور صبرِ جمیل کی تلقین کا ثواب عجیبہ کو پہنچتا رہے۔ دعا کرتا ہوں کے حق تعالیٰ اپنی رحمت سے اس رسالہ کو قبول اور نافع فرمائیں اور مصنف اور ناشر سب کے لیے زادِ آخرت بنادیں، آمین۔

اس موقع پر دل چاہتا ہے عجیبہ خاتون کے کچھ حالات مختصر سطور میں پیش کردوں تا کہ میرے اہلِ خاندان کے لیے یہ یادگار باعثِ تسکین ہو۔

عجیبہ کا تعارف: عجیبہ احقر کی اہلیہ، ڈاکٹر عبد الحیؒ صاحب کی خوشدامن اور حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ اور مولانا ظفر احمد عثمانی کی اہلیہ کی حقیقی بہن تھیں اور مرحومہ کے والد کا سلسلۂ نسب حضرت پیر جی ظفر احمد مرحوم حضرت مخدوم صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ ۲۷ر ظفر المظفر ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۱ر مارچ ۱۹۷۵ء کو غروب آفتاب کے بعد مجھے کہا کہ تیمّم کر کے نماز پڑھ لیجئے اور خود لیٹ گئیں اور روح پرواز کر گئی۔ وہم وگمان بھی نہ تھا کہ یہ رحلت کرنے والی ہیں چہرہ پر وہی رونق وتازگی کہ معلوم ہی نہ ہوتا کہ یہ جسم بے روح ہے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

نوید صبح صادق ہے تیرا خاموش ہو جانا
مگر اے شمع کشتہ تیرے پروانے کدھر جائیں

لاہور راولپنڈی فون کیا گیا۔ حضرت پیرانی صاحبہ مدظلہا مع صاجبزادی مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی کی معیت میں بذریعہ طیارہ ۲ر بجے رات ہی کو تشریف لائیں، اس قدر جلد آنے کی صورت ظاہری اسباب کے اعتبار سے نہ تھی مگر عجیبہ کے لیے یہ غیبی انتظامات تھے۔ حضرت پیرانی صاحبہ نے رشیدہ سلمہا کے ساتھ اپنے مبارک ہاتھوں سے غسل دیا، یہ عجیبہ کی خوش نصیبی ہے کہ مجدّد الملت حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبِ نسبت اور صاحبِ مقام اہلیہ کے ہاتھوں سے ان کا غسل ہوا۔ دس بجے دن تدفین ہوئی۔

نمازہ جنازہ: مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت ڈاکٹر عبدالحئیؒ صاحب خلیفہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بابا نجم احسن صاحب مجازِ صحبت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا ظفر احمد تھانوی مجازِ صحبت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔ حافظ عبدالولی صاحب مجازِ صحبت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی شمولیت کے ساتھ تقریباً دو سو آدمی تھے۔

عجیبہ کے لیے حضرت حکیم الامت تھانوی

کا ارشاد: فرمایا کہ مجھے عجیبہ سے ایسا تعلق ہے کہ عجیبہ کی تکلیف مجھے اپنی تکلیف معلوم ہوتی ہے یہ تو بیداری کا ارشاد تھا اب خواب کا ارشاد ملاحظہ ہو:

''مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی کے برادرِ حقیقی مولانا محمد احمد صاحب تھانوی نے انتقال کے دو دن بعد خواب دیکھا، درآں حالیکہ انہیں انتقال کی خبر نہ تھی۔ خواب میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی اور فرمایا کہ کچھ کھجوریں عجیبہ کو بھیج دو، وہ بیمار ہے اور اس سے کہہ دینا کہ ہر روز صبح نہار منہ دو کھجوریں کھالیا کرے۔''

مرحومہ کی چند خصوصیات: (الف) مرحومہ نے اپنے شوہر کی بیماری میں آخر دم تک جو خدمات کی ہیں وہ قابلِ رشک ہیں پیشاب پاخانہ کرانا، لباس تبدیل کرانا اور ہر وقت راحت رسانی کا اہتمام کرنا۔

(ب) صاحبِ ثروت ہونے کے باوجود سادگی کے ساتھ زندگی گذارنا۔

(ج) غریبوں اور اہلِ خاندان کی امداد کرنا۔

(د) ہر وقت سنت کی اتباع کا اہتمام رکھنا۔

اب دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ اپنی رحمت سے عجیبہ خاتون مرحومہ کی مغفرت بے حساب فرما کر جنت الفردوس میں داخل فرمائیں، آمین۔ اور رسالۂ ھٰذا کے ناظرین سے بھی دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کی درخواست ہے۔

العارض

احقر علی سجاد عفی عنہٗ

روزِ محشر اے خدا رُسوا نہ کرنا فضل سے
کہ ہمارا حال تجھ پر کوئی پوشیدہ نہیں

کیفِ تسلیم و رضا سے ہے بہارِ بے خزاں
صدمہ و غم میں بھی اختؔر روح رنجیدہ نہیں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ تلقینِ صبرِ جمیل

برائے حصول

رضا بہ قضاءِ ربِّ جلیل

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّابَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ، بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ
وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ۝ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡہُمۡ
مُّصِیۡبَۃٌ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۝ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ صَلَوٰتٌ
مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَرَحۡمَۃٌ ۟ وَّ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُہۡتَدُوۡنَ۝

[سورۃُ البقرۃ، آیت: ۱۵۵ تا ۱۵۷]

ترجمہ وتفسیر ملخص از بیان القرآن:

اور دیکھو ہم صفت رضا وتسلیم میں جو کہ مقتضا ایمان کا ہے تمہارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے جو کہ ہجومِ مخالفین یا نزولِ حوادث و شدائد سے پیش آوے اور کسی قدر فقر وفاقہ سے اور کس قدر مال وجان اور پھلوں کی کمی سے مثلاً مواشی مر گئے یا کوئی آدمی مر گیا یا بیمار ہو گیا یا پھل اور کھیتی کی پیداوار تلف ہو گئی اور جو لوگ ان امتحانوں میں پورے اتر آویں

اور مستقل رہیں تو آپ ایسے صابرین کو بشارت سنا دیجئے جن کی یہ عادت ہے کہ ان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ دل سے سمجھ کر یوں کہتے ہیں کہ ہم تو مع مال واولاد حقیقۃً اللہ تعالیٰ ہی کے ملک ہیں اور مالکِ حقیقی کو اپنی ملک میں ہر طرح کے تصرف کا اختیار حاصل ہے پھر اس سے مملوک کو تنگ ہونا کیا معنیٰ اور ہم سب دنیا سے اللہ تعالیٰ ہی کے پاس جانے والے ہیں پھر یہاں کے نقصانوں کا بدلہ وہاں مل جاوے گا اور جو مضمون بشارت کا ان کو سنایا جاوے گا وہ یہ ہے کہ جدا جدا خاص رحمتیں بھی ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر ہوں گی اور سب پر عام رحمت بھی ہوگی اور یہی لوگ ہیں جن کی حقیقتِ حال تک رسائی ہوگی۔

تعلیمِ صبر وصلوٰۃ

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ﴾

[سورۃُ البقرۃ، آیت:۱۵۳]

ترجمہ وتفسیر از بیان القرآن: اے ایمان والو! طبیعتوں سے غم ہلکا کرنے کے لیے صبر اور نماز سے سہارا اور مدد حاصل کرو بلاشبہ حق تعالیٰ ہر طرح سے صبر کرنے والوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ (اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ تو بدرجۂ اولیٰ یہ نعمت ہے۔)

احقر راقم الحروف محمد اختر عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ اپنے عزیزوں میں سے کسی کی وفات پر مندرجہ ذیل اصولوں کو اگر پیشِ نظر رکھا جاوے اور

اس پر عمل کیا جاوے تو مرنے والے کے لیے ثواب ونجات اور پسماندگان کے لیے صبرِ جمیل اور اصلاح کا سامان ہو۔

(۱)...... غسل وکفن اور دفن کا انتظام بہشتی زیور کا مطالعہ کر کے شریعت کے مطابق کریں۔

(۲)...... پسماندگان کو صبر کی ایسی تلقین نہ کریں کہ وہ بالکل خاموش رہیں کہ بعض وقت قلب گھٹ جانے سے موت واقع ہوگئی۔ آہستہ آہستہ کچھ آنسو بہا لینا اور کچھ تذکرہ کر لینا غم کو ہلکا کرتا ہے اور اس عمل کا ثبوت حدیث شریف میں موجود ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فرزند حضرت ابراہیم کے انتقال پر روئے اور یہ ارشاد فرمایا کہ اے ابراہیم! ہم تمہاری جدائی سے غمگین ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کچھ آنسو بہا لینا اور تذکرہ کر لینا صبر کے خلاف نہیں۔ (مآثرِ حکیم الامت، صفحہ:۱۷۱)

(۳)...... میّت کے لیے ہر روز تلاوت قرآن شریف کا ثواب اوّل وآخر درود شریف پڑھ کر اس طرح بخش دیا کریں کہ اے خدا! اس تلاوت کو بہ طفیل رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبول فرما کر اس کا ثواب سب کو اسی مقدار سے پہنچے گا۔ تقسیم ہو کر ذرا بھی کم نہ ہوگا۔

(٤)...... پسماندگان اپنے عزیز کی موت سے عبرت وسبق حاصل کریں اور سوچیں کہ ؎

آج وہ کل ہماری باری ہے

اس لیے نماز روزہ میں اگر سستی ہوتی رہی ہو تو توبہ کر کے اہتمام سے پابند ہو جائیں اور ہر روز تلاوت بدونِ ناغہ کریں اگرچہ تھوڑی ہی

مقدار سے ہو اور دنیا کی بے ثباتی اور بے وفائی کو ہر روز سوچ لیا کریں کہ کس طرح موت نے مکان اور اپنوں سے دور کر کے قبر میں ڈال دیا۔

کئی بار ہم نے یہ دیکھا کہ جن کا
مُشیّن بدن تھا مُبیّض کفن تھا
جو قبر کُہن اُن کی اُکھڑی تو دیکھا
نہ عُضوِ بدن تھا نہ تارِ کفن تھا

(۵)...... حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ احادیث اور واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے ساتھ تنہائی ختم ہو جاتی ہے اور مسلمان کی روح عالمِ ارواح میں جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوتی ہے اور اپنے عزیزوں کی ملاقات سے مسرور ہوتی ہے غرض یہ کہ ہر وقت وہاں خوشی ہی خوشی رہے گی اور ایسی خوشی ہوگی کہ دنیا میں اس کا خواب بھی نہیں دیکھا گیا۔ (مآثرِ حکیم الامت، صفحہ: ۱۷۱، ارشاد: ۴۷)

(٦)...... حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ موت کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کے اوپر سے بوسیدہ پرانی رضائی (لحاف) اُتار کر اس کے بدن پر نہایت عمدہ خوبصورت رضائی اوڑھا دے پس روح سے موت کے وقت یہ قالب (فانی جسم) اتار کر قبر میں ڈال دیتے ہیں اور روح کو فوراً اعلیٰ درجہ کا جسم غیر فانی عطا فرما دیتے ہیں۔ (مآثرِ حکیم الامت، صفحہ: ۱۹۰)

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اس مثال سے موت کی وحشت و گھبراہٹ ختم ہو جاتی ہے۔

(۷)...... حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول حضرت مرشدی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ فرمایا کرتے تھے جوانی میں مضامینِ خوف کا مطالعہ مفید ہوتا ہے۔ لیکن بڑھاپے میں صرف مضامینِ رحمت کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ جب چل چلاؤ کا وقت محسوس ہو تو اپنے اعمال کی طرف ہرگز توجہ نہ کرے بس اپنے کو تہی دست، تہی دامن، صفر الید اعمال سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اپنے ربِّ کریم سے یہ بات کیا کرے کہ اے ربِّ کریم! ہم صرف آپ کی رحمت وکرم کے آسرے اور اُمید پر آپ کی بارگاہِ کرم میں حاضر ہورہے ہیں اور آپ کی صرف رحمت سے امید لے کر حاضر ہونا ہی ہم اپنے لیے بڑا سرمایہ سمجھتے ہیں اور استغفار کے کلمات زبان سے وِرد کرے مگر اپنے اعمال سے توجہ ہٹا کر حق تعالیٰ کی رحمتِ بے پایاں کا مراقبہ بھی کرتا رہے ورنہ شیطان اعمال کے اندر مشغول کر کے قلب کو تشویش میں مبتلا کر دے گا۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ حق تعالیٰ اپنے بندہ کے گمان کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ فرماتے ہیں تو کیوں نہ ہم کرم ورحمت کی اُمید کر کے اپنے ساتھ ربِّ کریم کے حسنِ معاملہ کا اپنے لیے بہانہ بنالیں اور شیطان اعمال کی طرف متوجہ کر کے ایسے وقت میں ہمارے اس حسنِ ظن کو خراب کرنا چاہتا ہے ابھی ابھی احقر کا یہ شعر موزوں ہوا ؎

آرہا ہے آپ کا بندہ یاربّ
آپ کی رحمت کا سہارا لے کر

(۸)...... حضرت مرزا مظہر جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا جب وقت شہادت قریب آیا تو آپ نے ایک شعر اپنے پسماندگان کی تسلی کے لیے فرمایا۔

لوگ کہتے ہیں کہ مظہر مر گیا
اور مظہر درحقیقت گھر گیا

معلوم ہوا کہ موت نام اپنے گھر جانے کا ہے پھر کیا گھبراہٹ۔

(۹)...... راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو دعا مانگی تھی کہ اے خدا! ہم کو اپنی راہ میں شہادت عطا فرما اور میری قبر کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں بنا تو یہ دعا مانگتے وقت خیال آتا تھا کہ اب جہاد کہاں ہوتا ہے جو شہادت کا موقع ہاتھ لگے اور سعودیہ حکومت کہاں اجازت دیتی ہے کہ مدینے میں جا کر مروں۔ لیکن آج آپ کی برکت سے دونوں دعاؤں کی قبولیت کی ایک اور راہ سمجھ میں آئی جس سے اب اس دعا کا لطف اور بڑھ گیا وہ راستہ یہ ہے کہ اگر جہاد میں شہادت نہ بھی میسر ہوئی تو رضا بالقضا میں خنجر تسلیم سے شہادت حاصل کرے جیسا کہ شہیدوں کے بارے میں جہاں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾

[سورۃُ البقرۃ، آیت: ۱۵۴]

ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم حواس سے ادراک نہیں کر سکتے اس مقام پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اولیاء و صالحین بھی اس فضیلت میں شہدا کے شریک

ہیں سو مجاہدۂ نفس میں مرنے کو بھی معنًی شہادت میں داخل سمجھیں گے اس طور پر وہ بھی شہدا ہوئے۔ (بیانُ القرآن، پارہ:۲، صفحہ:۷۹)

رضا بالقضاء ایسے وقت میں اس مراقبہ سے حاصل کرے کہ جو واقعات عالم میں رونما ہوتے ہیں وہ اتفاقی نہیں بلکہ ربّ العالمین کی ربوبیت کے تحت ان کا ظہور ہوتا ہے اور آگے الرحمٰن الرحیم کی صفت بیان فرما کر یہ بھی تسلی کردی کہ صدمہ اور غم کے واقعات بھی ہماری رحمت کے تحت ظاہر ہوتے ہیں۔ اگرچہ تمہیں بظاہر رحمت نہ معلوم ہو پس اس زندگی کی ابتداء تا انتہاء مع اپنے جملہ حوادث ولوازم کے تحتِ ربوبیتِ الٰہیہ اور تحتِ رحمتِ الٰہیہ تصوّر کر کے اپنے لیے ہر حالت کو خیر سمجھ کر ''**اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ**'' کہتے ہوئے رضا بالقضاء کا ہم مقام حاصل کر سکتے ہیں اور اس طرح خنجرِ تسلیم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر کے شہادتِ معنوی باطنی حاصل کر سکتے ہیں، پس حق تعالیٰ کی رحمت سے رضا بالقضاء کی برکت سے بھی اُمید درجۂ شہادت رکھنی چاہیے، اس وقت ایک مصرعہ یاد آیا۔

خنجرِ تسلیم سے اپنے مجھے بھی کر شہید

اس مصرعہ میں ضمناً دعاء برائے حصولِ توفیق رضا بالقضاء بھی مضمر ومخفی ہے خواجہ صاحب کا شعر ہے۔

جو ہوا اچھا ہوا بہتر ہوا
وہ جو حسبِ مرضی دلبر ہوا

حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر بھی اس مضمون کی تائید کرتا ہے۔

ہمچو اسماعیل صبّار مجید
پیشِ تیغِ عشقِ حق حلقی کشید

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر بھی جو شجرہ میں طبع ہوا ہے تائید کرتا ہے ؎

عشق کی رہ میں ہوئے جو اولیاء اکثر شہید
خنجرِ تسلیم سے اپنے مجھے بھی کر شہید
کشتگانِ تیغ و تسلیم و رضا کے واسطے

احقر کو ایک شعر اُردو کا اور یاد آیا ؎

کیا اشارہ مل گیا اے لذتِ تسلیمِ سر
اُن کی جانب سے جو تُو نے سر کا سودا کرلیا

اور ایک شعر ابھی ابھی موزوں ہوا ہے ؎

اُن کی نگاہِ ناز کا اعجاز دیکھئے
ہر زخم دل کے لب پہ تبسم ہوا عیاں

اپنا ایک پرانا شعر اور بھی یاد آیا ؎

حسرت سے میری آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں
دل ہے کہ ان کی خاطر تسلیمِ سر کیئے ہوئے

خلاصہ یہ کہ شہادت کی دعا کی قبولیت کی ایک راہ خنجرِ تسلیم بھی معلوم ہوئی اب رہ گیا مدینے میں قبر کیسے بنے اس کی ایک صورت یہ بھی معلوم ہوئی کہ حق تعالیٰ اپنے کرم سے اس دعا کی قبولیت کا ظہور یوں فرما دیں کہ ہماری روح کو

انتقال ہوتے ہی مدینہ شریف منتقل فرما دیں۔ ''وَمَا ذَالِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ'' اللہ تعالیٰ پر یہ کچھ مشکل نہیں ۔

بر کریماں کارہا دشوار نیست

یہ مضمون عجیب حضرت مرحومہ عجیبہ کا فیضِ روحانی معلوم ہوتا ہے۔

(۱۰)......اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ میں دو باتوں کی تعلیم ہے ایک یہ کہ ہم سب اللہ تعالیٰ کے مملوک ہیں اور مالک کو اپنے مملوک میں ہر قسم کے تصرّف کا حق حاصل ہوتا ہے، جیسے کسی الماری میں دو خانے ہوں اور مالک اس کے نیچے کے خانے کی پیالیوں کو اوپر کے خانے میں رکھ دے تو کسی کو اعتراض کا حق نہ ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ کی الماری میں دو خانے ہیں آسمان کے نیچے ایک خانہ ہے اور آسمان کے اوپر دوسرا خانہ۔ نیچے کے خانہ سے جس کو جب چاہتے ہیں اوپر کے خانے میں رکھ دیتے ہیں تو مالک کے اس فیصلہ پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے اب رہ گیا کہ نیچے کے خانے سے جو پیالی اوپر رکھی گئی اس کے ساتھیوں کو جدائی کا جو غم ہوا اس کا کیا علاج ہے تو اس کو آگے کے جزء میں بیان فرما دیا ''وَاِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ'' اور ہم سب اُسی ربّ کی طرف لوٹنے والے ہیں یعنی یہ جدائی عارضی ہے دائمی نہیں یہ پیالیاں جو باقی رہ گئیں ہیں ۔

آج وہ کل ہماری باری ہے

ایک دن ایک دوسرے سے بغل گیر ہوجاویں گی۔

اب یہ سوال کہ پھر عارضی غم اللہ تعالیٰ نے جو دیا اس میں کیا حکمت ہے تو اس کا انعام بیان فرمادیا ''اِنَّ اللہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ'' فرماتے ہیں کہ اس جدائی پر تم کو جو غم ہوا اور غم پر جو صبر کا موقع ہاتھ لگا تو صبر پر میرے خاص تعلق کی جو بشارت ملی وہ کس قدر بڑی نعمت ہے۔

خوشا حوادث پیہم خوشا یہ اشک رواں

جو غم کے ساتھ ہو تم بھی تو غم کا کیا غم ہے

اب کوئی کہے کہ ذکر سے بھی تو تعلق مع اللہ حاصل ہوسکتا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو صاحبِ حُزن و غم کو ترقی ہوتی ہے وہ ترقی غیر صاحبِ حزن کو ہرگز نہیں ہوسکتی ہے، جیسا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات نقل فرمائی ہے واقعی ان صدمات سے جب دل ٹوٹتا ہے تو یہ اہم فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

(۱)...... دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ دل نرم ہوجانے سے ہمدردی کی توفیق ہوتی ہے۔

(۲)...... دوسرا نفع یہ کہ اللہ تعالیٰ سے غفلت دور ہوجاتی ہے اور اپنی موت یاد کرآ کر اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنا آسان ہوجاتا ہے۔

(۳)...... تیسرا نفع یہ ہے کہ ٹوٹے ہوئے دل سے دعا مانگنے کا لطف بڑھ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نگاہِ رحمت اس پر زیادہ متوجہ ہوتی ہے اس موقع پر احقر کو اپنا ایک شعر یاد آیا۔

اے ٹوٹے ہوئے دل تری فریاد کا عالم

اے ٹوٹے ہوئے دل پہ نگاہِ کرم انداز

غم اور حزن سے جب دل شکستہ ہوتا ہے تو حدیث قدسی میں ہے کہ:

((أَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ لِأَجْلِيْ))

(المرقاة، كتابُ الجنائز، باب عيادة المريض)

اللہ تعالیٰ شکستہ دلوں کے پاس ہوتے ہیں اس حدیث کو احقر نے ایک شعر میں عرض کیا ہے۔

ہزار خونِ تمنا ہزارہا غم سے
دلِ تباہ میں فرماں روائے عالم ہے

ایک قدیم کسی بزرگ کا شعر یاد آیا۔

میکدہ میں نہ خانقاہ میں ہے
جو تجلّی دلِ تباہ میں ہے

یہاں تباہ کا مفہوم شکستگی اور رضا بالقضاء اور تسلیم سر ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جس ویرانہ میں خزانہ مدفون ہوتا ہے وہ کسی آبادی ومحلّاتِ شاہی کو بھی نگاہ میں نہیں لاتا اسی طرح صدمہ سے مجروح قلوب کو جو کیف وسرور قربِ رضا و تسلیم کا عطا ہوتا ہے وہ سلاطین کو خواب میں بھی میسّر نہیں ہوسکتا۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است
نیم جاں بستاند و صد جاں دہد
انچہ در وہمت نیاید آں دہد

(۱۱)...... صدمہ کے وقت یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ کا وِرد کثرت سے رکھے کہ اس میں اسمِ اعظم کا قول ہے اس سے دل سنبھلا رہتا ہے اس کا ترجمہ بھی یہی

ہے کہ اے زندہ حقیقی! اے سنبھالنے والے! اگر کچھ دن ہر نماز کے بعد ایک تسبیح پڑھ لے تو ان شاء اللہ تعالیٰ بہت نفع ہوگا۔

(۱۲)...... ایک حدیث قدسی میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب میں کسی مومن بندہ کے کسی پیارے عزیز کی جان قبض کرتا ہوں پھر وہ ثواب کی اُمید پر صبر کرے تو اس صبر کے بدلہ میں میرے پاس جنت کے سوا کوئی بدلہ نہیں۔ (رواہ البخاری)

(۱۳)...... ایک حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب کسی کا بچہ مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ وہ آپ کی حمد وثنا کرتے ہیں اور ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ'' کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس بندہ کے لیے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیتُ **الحمد** رکھو۔ (رواہ الترمذی واحمد)

(۱٤)...... روایت ہے کہ کسی مسلمان کو کوئی رنج وغم جب پہنچتا ہے یہاں تک کہ اگر کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے اس کے گناہ معاف فرماتے ہیں۔ (رواہ البخاری)

(۱۵)...... ایک روایت میں ہے کہ بعض بندوں کے درجے اللہ تعالیٰ کے یہاں لکھے ہوئے ہیں لیکن ان کے اعمال ایسے نہیں ہیں تو ان پر کوئی مصیبت ڈال دی جاتی ہے اس کے جسم میں یا اولاد میں یا مال میں پھر حق تعالیٰ اس پر صبر کی طاقت عطا کرتے ہیں پس وہ شخص اس مقام کو پالیتا ہے۔

(رواہ ابوداؤد واحمد)

(١٦)......ان احادیث شریفہ کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ یہ واقعات ہمارے لیے رحمت ہی رحمت ہیں لہٰذا صبر جمیل کا تقاضا یہی ہے کہ ہماری زبان سے ہرگز ایسی بات نہ نکلنی چاہیے جس سے خدائے پاک پر اعتراض لازم آئے۔ مثلاً یوں نہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے بڑی جلدی بلالیا ابھی کچھ دن اور زندگی دیتے تو اچھا ہوتا یا یوں کہے کہ ہائے ہائے اللہ میاں نے بے موقع جان قبض کی ابھی تو اس کو چھوٹے چھوٹے بچوں کو خاطر سے زندگی کی ضرورت تھی۔ تو ایسے کلمات سخت گستاخی اور غضب و ناراضگی بلکہ کفر تک پہنچانے والے ہیں اس قسم کے کلمات سے سخت احتیاط کرے اور دل میں ایسے خیالات بھی نہ لائے۔ اگر بدون ارادہ ایسے خیالات آئیں توبہ کرے اور یہی سوچے کہ یہ حق تعالیٰ کی مرضی سے ہوا اور ان کا ہر کام حکمت سے ہوتا ہے اور یہی عین رحمت ہے۔

مالک ہے جو چاہے کرے تصرّف
کیا وجہ کسی بھی فکر کی ہے
بیٹھا ہوں مطمئن کہ یاربّ
حاکم بھی ہے تو حکیم بھی ہے

حکایت: ایک بزرگ نے بارش دیکھ کر کہا کہ واہ واہ آج تو بڑے ہی موقع سے بارش ہوئی۔ آسمان سے آواز آئی او بے ادب! ہم نے بے موقع کب بارش کی ہے؟ کیا ہمارا کوئی کام بے موقع بھی ہوتا ہے؟ پس آنکھ کھل گئی، نادم ہوئے اور توبہ کی۔

حق تعالیٰ ہم سب کو صبرِ جمیل کی نعمت سے نوازیں اور رضا بالقضاء یعنی خدا کے فیصلے پر راضی رہنا جو سلوک کا سب سے اعلیٰ مقام ہے حق تعالیٰ ہم سب کو عطا فرمادیں، آمین۔

محمد اخترؔ عفی عنہٗ

۱۲/ربیع الاوّل ۱۳۹۵ھ

مطابق ۲۶/مارچ ۱۹۷۵ء

غم پہ اپنے جب کچھ اختیار نہیں پاتا ہے دل
ہر نفس دست طلب اس در پہ پھیلاتا ہے دل

آرزوئے دل کو جب زیر و زبر کرتے ہیں وہ
ملبۂ دل میں انہیں کو میہماں پاتا ہے دل

لاکھ شمعیں جل رہی ہیں ہر طرف اخترؔ مگر
وہ نہیں تو روشنی میں تیرگی پاتا ہے دل

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

حکایت: ایک صاحب نسبت بزرگ کی کہ ان کے سات بیٹوں کا جنازہ بیک وقت ان کے سامنے تھا اور اُف نہ کی، راضی برضائے مولیٰ تھے۔

از: شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

اِک حکایت مردِ صابر کی سنو
ہے عجب یہ داستاں اے دوستو

صاحبِ نسبت کوئی تھے مردِ حق
سات بیٹے اُن کے تھے از فضلِ حق

اور سب تھے حافظِ قرآن بھی
نیک سیرت باعمل اِنسان بھی

جب کہ مسجد میں یہ ہوتے سب کے سب
ایک صف ان کی ہوتی تھی عجب

ماہِ رمضان المبارک میں یہ سب
جب تراویح میں کھڑے ہوں پیشِ رب

دیکھ کر اولاد کی اِک صف پدر
خوش کیا کرتا تھا دِل شام وسحر

خلق میں شہرت تھی کہ یہ خاندان
دید کے قابل ہے بے شک بے گمان

آٹھ مردوں کی یہ صف تھی مستقل
اور تھا ہر ایک اُن میں اہلِ دل

دیکھ کر کے اِس جماعت کا سماں
خوش ہوا کرتا تھا ہر پیر وجواں

دوسرے ہوتے تھے خوش جب دیکھ کر
کیوں نہ خوش ہو باپ کا قلب وجگر

اب سنو تم قصۂ خونِ جگر
دوستو اپنا کلیجہ تھام کر

آگئی طاعون کی ایسی وبا
سات بیٹے مر گے سب از قضا

سات بیٹوں کا جنازہ سامنے
آہ جب رکھا گیا باپ کے

باپ پر سکتہ سا طاری ہوگیا
صبر کا اِک حال غالب ہوگیا

دیکھتی تھی باپ کو خلقِ خدا
ایک قطرہ بھی نہ آنسو کا گرا

از قضاءِ حق تھا راضی مردِ حق
شاد باش اے صاحبِ تفویضِ حق

بعض تھے نادان کچھ ایسے بشر
معترض تھے دیکھ کر صبرِ پدر

یعنی آپس میں کہا کہ یہ بشر
اپنے پہلو میں نہیں رکھتا جگر

خلق روتی ہے یہ منظر دیکھ کر
ہائے اِس کی کیوں نہیں ہے چشم تر

یہ پدر رکھتا ہے پتھر کا جگر
ورنہ روتا خونِ دل خونِ جگر

باپ کو جب یہ خبر پہنچی کہ آہ
آگیا باہر کلیجہ منہ کی راہ

غلبۂ تفویض سے صبر پدر
پی رہا تھا خونِ دل خونِ جگر

صبر سے گُھٹ کر کلیجہ خوں ہوا
آہ کرنے سے وہی بیروں ہوا

''کارِ[1] پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شیر و شِیر''

(رومیؒ)

[1] پاک بندوں کے کاموں کو اپنے اوپر قیاس مت کر گرچہ لکھنے میں شیر اور شِیر صورت میں ایک جیسے ہیں لیکن ایک شیر جانور ہے اور دوسرا دودھ کے معنیٰ میں ہے۔ یہ شعر مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔